علوم حدیث کا انسائیکلوپیڈیا

(اور علمی سرقے کا المیہ)

محقق

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا ظفر القادری بکھروی کی کتاب "علوم حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" میں علمی سرقات کی نشاندہی

علوم حدیث کا انسائیکلوپیڈیا

اور علمی سرقے کا المیہ

محقق

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑا)

دار الابدال

اسلامی جمہوریہ پاکستان

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام	علوم حدیث کا انسائیکلوپیڈیا اور علمی سرقے کا المیہ
محقق	ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی
صفحات	32
ویب ایڈیشن	جولائی 2026ء
پیشکش	دار الابدال، اوکاڑا، اسلامی جمہوریہ پاکستان
رابطہ نمبر	0317 7101307

DARUL ABDAAL

OKARA, PAKISTAN

فہرست مضامین

آغاز سخن

راقم الحروف کا یہ معمول رہا ہے کہ زیرِ مطالعہ آنے والی کتب پر وقت فوقتاً تعارفی و تبصراتی نوٹس قلم بند کرتا رہتا ہے۔ ان تبصروں میں سے بعض مختلف موقر جرائد و مجلات کی زینت بنے، جبکہ اکثر سوشل میڈیا کے ذریعے قارئین تک پہنچے۔ ان تحاریر میں موضوع کی مناسبت سے کہیں اختصار تو کہیں تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔ تبصرہ و تعارف لکھتے ہوئے میری ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ غیر جانبداری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب کے محاسن و خوبیوں کے اعتراف کے ساتھ ساتھ، ان میں موجود مباحث کے سقم، علمی تسامحات، نقد اور علمی سرقات (Plagiarism) کی نشاندہی بھی دیانتداری سے کر دی جاتی ہے۔

مثال کے طور پر مولانا ذیشان مصباحی کی کتاب "مسئلہ تکفیر و متکلمین" پر راقم کا تعلیقہ و تبصرہ "کلامِ مبین علی مسئلہ تکفیر و متکلمین" اور ہادی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے مولانا راشد مدنی کی کتاب پر میرا تفصیلی تبصرہ "تعارف، تبصرہ و نقد: تحقیق و تدوین کے اصول و مراحل" کو دیکھا جا سکتا ہے۔

ایسی ہی ایک کتاب مولانا ظفر القادری بکھروی کی "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" بھی سامنے آئی، جس نے افسوس کہ ہمارے وقت اور سرمائے دونوں کا ضیاع کیا۔ اس کتاب میں موجود واضح علمی سرقات کی نشاندہی پر راقم نے سات تفصیلی

اقساط سوشل میڈیا پر نشر کیں۔ چونکہ یہ سات اقساط اصلاً سوشل میڈیا کے لیے ہی لکھی گئی تھیں، اس لیے ان کا اسلوب اور اندازِ نگارش بھی اسی فضا کے مطابق ہے۔ سوشل میڈیا پر یہ تحاریر جس ترتیب اور فارمیٹ میں موجود تھیں، اس رسالے میں بھی ان کی اسی اصل شکل اور ترتیب کو برقرار رکھا گیا ہے۔ ان اقساط میں ناقابلِ تردید دلائل و شواہد کے ساتھ ان سرقات کو بے نقاب کیا گیا ہے اور آخر میں ایک حتمی تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ مؤلف کے سرقات کے بعض شواہد جن کا ذکر تحریر میں تو موجود ہے لیکن کسی وجہ سے وہ اس رسالے میں نظر نہ آئیں، تو قارئین انہیں راقم کی فیس بک وال پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ مولانا ظفر القادری بکھروی یا ان کے ناشرین سے میری کوئی ذاتی رنجش، عناد یا چپقلش نہیں ہے؛ چنانچہ پوری تحریر میں کسی کی ذات کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے کے بجائے علمی حدود کے اندر رہتے ہوئے محض اپنے مدعے اور حقائق تک بات کو محدود رکھا گیا ہے۔ اب مخلص احباب کے اصرار اور خواہش پر ان اقساط کو پی ڈی ایف (PDF) کی صورت میں یکجا کر کے عام کیا جا رہا ہے، تاکہ نئے لکھاری اور مہم جو اس سے عبرت حاصل کریں اور اپنی کتب کو ذاتی محنت و مخلصانہ تحقیق سے مرتب کرنے کی عادت ڈالیں۔

عصرِ حاضر میں علمی سرقات کا بازار ناقابلِ قبول حد تک گرم ہو چکا ہے، جس کی روک تھام کے لیے ہر دردمند مصلح، مخلص محقق اور اربابِ حل و عقد کو سنجیدہ اور عملی کوششیں کرنی چاہئیں۔ علمی سرقہ کی باریکیوں کو سمجھنے اور اس سے بچنے کے لیے راقم کی کتاب "علم السرقہ: مفہوم، اقسام اور سزائیں" (مطبوعہ دارالابدال) کا مطالعہ

ہر محقق، عالم اور طالبِ علم کے لیے ان شاء اللہ بے حد مفید ثابت ہو گا۔

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

15 جولائی 2026ء

علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا اور علمی سرقے کا المیہ

ہمارے عہد کا یہ ایک المناک پہلو ہے کہ آج علمی دیانت کا معیار انتہائی تنزلی کا شکار ہے۔ نام نہاد محققین کی ایک بڑی تعداد دوسروں کی برسوں کی محنت پر آسانی سے ہاتھ صاف کرنے کو اپنا حق سمجھتی ہے اور سرقے جیسی اخلاقی گراوٹ کے باوجود خود کو "محقق" کہلانے پر فخر محسوس کرتی ہے۔ اسی قبیل سے علامہ ظفر القادری بکھروی کا تعلق ہے۔

ان کی تین جلدوں پر مشتمل تالیف "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" (مطبوعہ: مکتبہ امام اہلِ سنت، ہند / دارالایمان اسلامک ریسرچ سینٹر، پاکستان) علمی سقم سے بھرپور ہے۔ تاہم، اس کتاب کا سب سے قبیح پہلو اس کا "علمی سرقہ" ہے۔ مؤلف نے نہ صرف کئی معاصر مصنفین کے کام کو بلا حوالہ شامل کیا، بلکہ راقم الحروف کی کتب سے بھی من و عن مواد چوری کیا ہے۔ اس سلسلہ وار جائزے میں، میں تمام مسروقہ مواد کی نشاندہی کرنے کے بجائے بعض مقامات کا پردہ چاک کروں گا جہاں مؤلف نے دوسروں کی تحقیقات و تحریرات کو اپنی کتاب کا حصہ بنا کر اپنے نام سے عام کیا ہے۔

حضور فیضِ ملت مفتی فیض احمد اویسی (رحمۃ اللہ علیہ) کا تذکرہ:

اس کی ایک واضح مثال حضور فیضِ ملت محمد مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی شخصیت پر لکھا گیا میرا وہ تعارفی مضمون ہے جسے میں نے 2019ء (ایامِ کوڈ) میں تحریر

کیا تھا۔ یہ مضمون نہ صرف سوشل میڈیا پر قارئین کی توجہ کا مرکز رہا بلکہ "ماہنامہ اشرفیہ" (ستمبر تا دسمبر 2020ء) کی زینت بھی بنا۔ بعد ازاں، یہ مضمون میری ضخیم کتاب "تذکرۃ الخواص" (مطبوعہ: دارالابدال، اوکاڑا، اکتوبر 2023ء) میں شامل ہوا۔

حیرت اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ علامہ ظفر القادری بکھروی نے 2025ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب میں اسے من و عن سرقہ کر لیا۔ ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیں کہ سرقہ شدہ مواد کو اپنی کتاب میں جوڑتے وقت موصوف نے نہ صرف دیگر افراد کا بعض مواد بھی چوری کر کے اس میں ملایا، بلکہ اس کی ترتیب میں ایسے بھونڈے نقائص چھوڑ دیے کہ کتاب کا متن اپنی معنویت کھو بیٹھا۔

مثال کے طور پر:

تکرارِ مضامین: مختلف افراد کا مواد جمع کرنے کے باعث حضور فیضِ ملت کی کتابوں کا ذکر بار بار آ رہا ہے، جو کسی بھی مختصر تعارفی مضمون میں غیر ضروری اور ناموزوں ہے۔ اور پھر کتابوں کی پیش کردہ ترتیب بھی سرقہ کی چغلی کر رہی ہے۔

تناقضِ بیانی: مؤلف نے میرے مضمون کے ساتھ کسی اور کے پرانے پیرے اس طرح جوڑ دیے کہ اب قاری ایک ہی مضمون میں کہیں یہ پڑھتا ہوا محسوس کرتا ہے کہ "حضور فیضِ ملت حیات ہیں" اور کہیں یہ محسوس کرتا ہے کہ "یہ عظیم شخصیت دنیا سے رخصت ہو چکی ہے"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور فیض ملت کی حیات میں آپ پر لکھے گئے تعارفی پیروں کو اس میرے مضمون میں ضم کیا گیا ہے۔ جو آپ کے وصال کے بعد لکھا گیا تھا۔

یہ کتاب کسی تحقیقی کاوش کی بجائے ایک "کاپی پیسٹ" (Copy–Paste) کا

مجموعہ معلوم ہوتی ہے، جسے دیکھ کر گمان گزرتا ہے کہ موصوف نے خود بھی کتاب کے مضامین کا مطالعہ کرنے کی زحمت نہیں کی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی کمپوزر کو مختلف کتابوں اور ویب سائیٹوں سے مواد اٹھا کر اکٹھا کرنے کی ہدایت کی گئی، اور نظرِ ثانی کے نام پر محض خانہ پری کی گئی۔

دستاویزی ثبوت:

میں قارئین کی سہولت کے لیے ذیل میں دستاویزات کے عکس (Images) اور لنکس پیش کر رہا ہوں:

ماہنامہ اشرفیہ میں چھپنے والے میرے مضمون کا پی ڈی ایف لنک۔

https://aljamiatulashrafia.in/books_read.php?bookid=252&lang=EN&book=The%20Monthly%20Ashrafia%20Sep-Dec%202020&page=2

پی ڈی ایف لنک کے ساتھ ذیل میں اس کے الگ سے صفحات بھی دے دیئے ہیں۔

"علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" کے متعلقہ صفحات، سرورق اور اشاعتی کوائف والا صفحہ۔

میری کتاب "تذکرۃ الخواص" کا ٹائٹل، اشاعتی کوائف اور حضور فیضِ ملت کے تعارف کا پہلا صفحہ۔

یہ ثبوت خود گواہی دیں گے کہ علامہ بکھروی نے علمی امانت کا خون کس قدر بے دردی سے کیا ہے۔ اہلِ علم اور قارئین خود مطالعہ کر کے فیصلہ کریں کہ علمی سرقے کی یہ

کیسی بدترین مثال ہے۔

6 جون 2026ء

علامہ عبدالعزیز پرہاروی: ایک قدیمی سرقہ اور عصرِ حاضر کی تازہ تحقیق کا فقدان:

سلسلہ وار جائزے کی اس دوسری قسط میں، ہم "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" کے اُس گوشے کو بے نقاب کریں گے جو علمی دیانت کے فقدان کی ایک شرمناک مثال ہے۔ کتاب کی تیسری جلد میں علامۃ الدہر علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ کا تعارف (صفحات 297 تا 323) موجود ہے۔ سرسری نظر ڈالنے پر یہ کسی محقق کی طویل ریاضت معلوم ہوتی ہے، مگر حقیقت کی تہہ میں اتریں تو یہ محض ایک "پرانا اور چوری شدہ مواد" ہے، جسے مؤلف نے بغیر کسی تحقیق و تجدید کے اپنی کتاب کا حصہ بنا لیا۔

سرقے کا دستاویزی ثبوت اور "خلافِ ضابطہ علمی انتساب":

تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ مضمون درحقیقت دیوبندی مکتبِ فکر کے ایک عالم مولانا احسان الحق کی تحریر کا ہو بہو عکس ہے۔ یہ مضمون ماہنامہ "بینات" کے شماروں (محرم، صفر اور ربیع الاول 1438ھ) میں شائع ہوا، جس کا ایک حصہ نومبر 2016ء میں جامعہ بنوریہ، کراچی کی آفیشل ویب سائٹ پر اور اگست 2017ء میں مکتبہ دیوبندی کی ہی ایک دوسری ویب سائیٹ "سنی آن لائن" پر نشر کیا گیا۔

مؤلفِ "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" نے اس تحریر کو 2025ء میں اپنی

کتاب میں شامل کرتے وقت نہ اس کے قدیم ہونے کا لحاظ کیا، نہ ہی اس کی ترتیب میں کوئی تبدیلی کی۔ یہ عمل "بددیانتیِ علمی کا ارتکاب" ہے، جہاں مؤلف نے نہ صرف مواد چوری کیا بلکہ اسے اپنے نام سے منسوب کر کے علمی اقدار کا خون کیا۔

اس ضمن میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ چند ماہ قبل اہل سنت کے بعض حلقوں نے اس کتاب پر نقد کرتے ہوئے سوشل میڈیا پر یہ نشاندہی کی تھی کہ علامہ بکھروی نے کتاب میں جگہ جگہ دیگر مسالک کے علما کے لیے دعائیہ کلمات لکھے ہیں۔ اس پر علامہ بکھروی اور ناشر نے معافی مانگتے ہوئے ایک اعلان نامہ شائع کیا تھا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دعائیہ کلمات اصل میں علامہ بکھروی کے اپنے نہیں تھے، بلکہ دیگر مسالک کے محررین نے اپنے ہم مسلک افراد کے لیے لکھے تھے۔ چونکہ علامہ بکھروی نے ان کے مضامین اندھا دھند چوری کیے، اس لیے وہ دعائیہ کلمات بھی (جو برصغیر میں مخالف مسالک کے لیے استعمال نہیں کیے جاتے) سرقہ شدہ مواد کے ساتھ ہی آگے چلے آئے۔

عصرِ حاضر کی تحقیق سے "ببلیوگرافیکل انحطاط":

اس علمی سرقے کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ گزشتہ چار پانچ برسوں میں ماہرِ علومِ عقلیہ و نقلیہ، علامہ ابو محمد عبد الواحد کبیری نے علامہ عبد العزیز پرہاروی علیہ الرحمہ کی کتب پر جو عظیم الشان اور مستند تحقیقی کام کیا ہے، وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔

مگر "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" میں علامہ عبد العزیز پرہاڑوی کی کتب کا

تعارف دیتے وقت علامہ کبیری کی ان تحقیقی خدمات کا کہیں نام و نشان تک نہیں ملتا۔ تکنیکی اعتبار سے یہ کتاب "ببلیو گرافیکل انحطاط"(Bibliographical Decay)کی بھی ایک مثال ہے۔ کتاب کی بنیاد تازہ ترین اور مستند مواد پر ہونی چاہیے تھی، مگر مؤلف نے 2016ء کا قدیم مضمون چوری کر کے عصرِ حاضر کی تحقیق سے کلی دوری اختیار کی۔ یہ ثبوت اس بات کی دلیل ہے کہ مؤلف نے خود مطالعہ کرنے یا تحقیق کو اپ ڈیٹ کرنے کی زحمت ہی نہیں کی، بلکہ محض اوراق کی تعداد بڑھانے کے لیے سرقے کا سہارا لیا ہے۔

قارئین کے لیے ملاحظہ و موازنہ:

اہلِ نظر قارئین سے گزارش ہے کہ ذیل میں دیے گئے لنکس پر جا کر تقابلی مطالعہ کریں:

جامعہ بنوریہ کی ویب سائٹ: ملاحظہ فرمائیں

https://www.banuri.edu.pk/.../%D9%85%D9%88%D9%84%D8%A7%D9...

سنی آن لائن ویب سائٹ: ملاحظہ فرمائیں

http://sunnionline.us/urdu/2017/08/9787/

8جون 2026ء

مشاہیرِ ہند کا تذکرہ اور اندھا دھند کٹ پیسٹ (Cut-Paste) کی روایت:

سلسلہ وار جائزے کی اس تیسری قسط میں، ہم "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" کے مؤلف کے چند مزید ایسے قبیح علمی سرقات کو بے نقاب کریں گے جنہیں دیکھ کر تحقیق کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں علمِ حدیث کی تاریخ شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اور امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے کے بغیر ادھوری ہے۔ مؤلف نے اپنی کتاب میں ان دونوں عبقری شخصیتوں کے تعارف کو جگہ تو دی، مگر افسوس کہ یہاں بھی ان کی اپنی قلمی کاوش کا ایک لفظ بھی موجود نہیں، بلکہ یہ ابواب بھی سراسر دوسروں کی فکری جائیداد پر غاصبانہ قبضے کا نتیجہ ہیں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا تعارف: معاصر قلم کار کی 13 سالہ پرانی محنت پر ڈاکہ:

"علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" کی تیسری جلد کے صفحات 286 تا 289 پر شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا تعارف شامل ہے۔ یہ صفحات مؤلفِ کتاب مولانا ظفر القادری بکھروی کی علمی جولانی کا نتیجہ نہیں، بلکہ اہلِ سنت کے معروف اور مایہ ناز قلم کار ڈاکٹر محمد مشاہد رضوی کا لکھا گیا ایک مستند مضمون ہے، جسے مؤلف نے بغیر کسی اخلاقی جھجک کے، لفظ بہ لفظ چوری کر کے اپنی تالیف کا حصہ بنالیا۔

ڈاکٹر مشاہد رضوی نے اگرچہ اپنے اس مضمون کے اختتام پر سنِ تحریر درج نہیں کیا تھا، لیکن ادبی اور علمی ویب سائٹ "اردو محفل ڈاٹ کام" نے اسے 27 مارچ 2013ء کو ڈاکٹر صاحب کے نام، تعارف اور تصویر کے ساتھ باقاعدہ آن لائن شیئر کیا

تھا۔ علم و تحقیق پر ہونے والا ظلم دیکھیے کہ ایک معاصر محقق کی 13 سال پرانی خونِ جگر کی کمائی کو مؤلف نے محض ایک کلک (Click) کے ذریعے کاپی پیسٹ کر کے اپنے نام کی تختی لگا دی۔ یہ مضمون اسی متن کے ساتھ "اعلیٰ حضرت ڈاٹ نیٹ" پر بھی موجود ہے، جو اس سرقے کی صریح گواہی دے رہا ہے۔

دستاویزی ثبوت اور روابط:

اردو محفل ڈاٹ کام پر ڈاکٹر مشاہد رضوی کا اصل مضمون:

https://bit.ly/4xtdVCH

اعلیٰ حضرت ڈاٹ نیٹ پر موجود یہی تحریر:

https://l.facebook.com/l.php...

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تذکرہ: دو متضاد مکاتبِ فکر کی تحریروں کا ملغوبہ:

اسی جلد کے صفحات 290 سے لے کر 296 تک شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ مؤلف کی "مادرِ علمی دیانت" کا حال یہاں اور بھی دلچسپ ہے۔ انہوں نے اس ایک باب کو ترتیب دینے کے لیے دو الگ الگ جگہوں سے مواد چوری کر کے ایک عجیب و غریب ملغوبہ تیار کیا ہے۔

شاہ صاحب کی سوانح کا ابتدائی اور بڑا حصہ دیوبند مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے فرد احتشام الحق آفاقی کے ایک مضمون سے سرقہ کیا گیا ہے۔

جبکہ مضمون کا وہ حصہ جو شاہ ولی اللہ صاحب کی برصغیر میں "خدمتِ

حدیث" کے مرکز و محور پر روشنی ڈالتا ہے، وہ اہلحدیث مکتبِ فکر کے مصنف عبدالرشید عراقی کے قلمی مضمون سے چرایا گیا ہے۔ عراقی صاحب کا یہ مضمون فروری 1989ء (جو کہ اس کا سنِ تحریر ہے) کا ہے، جسے غیر مقلدین کے پورٹل "محدث ڈاٹ کام" نے اپنی ویب سائٹ پر محفوظ کر رکھا ہے۔

مؤلفِ کتاب نے یہاں بھی کسی اصول کی پرواہ نہیں کی۔ ایک طرف فیس بک کے صفحات سے مواد اٹھایا گیا تو دوسری طرف 37 سال پرانے جریدے کے صفحات پر ہاتھ صاف کیا گیا، اور مسالک کے اس تنوع کو بغیر کسی حوالے کے کتاب میں اس طرح گوندھ دیا گیا کہ کتاب کی اپنی کوئی علمی حیثیت باقی نہ رہی۔

دستاویزی ثبوت اور روابط:

احتشام الحق آفاقی کا فیس بک لنک (اصل ماخذ):

https://www.facebook.com/100063924947026/posts/%25D8%25A7

محدث ڈاٹ کام پر عبدالرشید عراقی کا اصل علمی مضمون:

https://magazine.mohaddis.com/articledetail/3270

یہ حقائق اور پیش کردہ لنکس بذاتِ خود چیخ چیخ کر پکار رہے ہیں کہ "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" کسی گراں قدر تحقیق کا نام نہیں، بلکہ انٹرنیٹ کی دنیا سے چوری کیے گئے مضامین کا ایک بے ترتیب پلندہ ہے، جسے بڑے طمطراق کے ساتھ مارکیٹ میں ہزاروں روپے کے عوض بیچا جا رہا ہے۔ اہلِ علم خود ان لنکس کا تقابلی جائزہ لیں اور

فیصلہ کریں کہ اس علمی بددیانتی پر خاموشی کہاں تک جائز ہے؟

13 جون 2026ء

شاطرانہ سنسرشپ، فیس بک پر ڈاکہ اور ویکیپیڈیا کی محتاجی:

سلسلہ وار جائزے کی اس چوتھی قسط میں ہم "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" کے مؤلف مولانا ظفر القادری بکھروی کے ان "تکنیکی کمالات" کا ذکر کریں گے، جنہیں پڑھ کر سرقہ بھی سر پیٹ لے اور تحقیق پناہ مانگتی نظر آئے۔ اب تک تو بات صرف اندھا دھند کٹ پیسٹ (Cut-Paste) تک محدود تھی، لیکن اس قسط میں مؤلف کی وہ "چالاکی" بھی بے نقاب ہو گی جہاں انہوں نے چوری چھپانے کے لیے باقاعدہ علمی سنسرشپ کا سہارا لیا۔

علامہ ظہیر احسن شوق نیموی کا تذکرہ: سرقہ اور مسلکی سنسرشپ کا امتزاج:

کتاب کی تیسری جلد کے صفحات 360 تا 382 پر علامہ ظہیر احسن شوق نیموی علیہ الرحمہ کا تعارف و تذکرہ موجود ہے۔ موصوف نے یہاں کمالِ ہنر دکھاتے ہوئے یہ پورا مضمون اپنے ہی ایک مسلکی حریف، جامعہ بنوریہ کراچی کے متخصص فی العلوم الحدیث مولانا شایان احمد صدیقی کے قلم سے چرایا ہے۔

یہ مستند مضمون تین حصوں میں، 11 اکتوبر 2022ء کو دارالعلوم دیوبند، ہند کی آفیشل ویب سائٹ پر آن لائن نشر ہوا تھا۔

علامہ بکھروی کو شاید احساس تھا کہ اگر وہ حریف مسلک کے محقق کا مضمون

ہو بہو چھاپ دیں گے، تو پہلی ہی نظر میں چوری پکڑی جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے یہاں ایک "علمی سنسر شپ" قائم کی۔ انہوں نے مضمون سے وہ تمام اہم ترین پیرائے نہایت صفائی سے کاٹ دیے جہاں مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا محمود الحسن، مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا شبیر احمد عثمانی جیسے مشہور دیوبندی رجال کا ذکر تھا، اور ان کی علامہ نیموی کی کتب پر آراء موجود تھیں۔

مؤلف کی اس حرکت پر ہنسنا چاہیے یا رونا؟ چوری کی تو ایسی کی کہ اصل مضمون کا حلیہ ہی بگاڑ دیا اور کتاب کی افادیت کو مسلکی تعصب کی بھینٹ چڑھا دیا۔

قارئینِ کرام ذیل کے روابط (Links) پر جا کر مؤلف کی اس "ترمیم کاری" کا اصل مضمون سے تقابل کر سکتے ہیں:

تینوں حصوں کے لنک

حصہ اول: "علامہ نیمویؒ اور آثار السنن (۱)" - https://darululoom-deoband.com/urduarticles/archives/2926

حصہ دوم: "علامہ نیمویؒ اور آثار السنن (۲)" - https://darululoom-deoband.com/urduarticles/archives/2950

حصہ سوم: "علامہ نیمویؒ اور آثار السنن (۳)" - https://darululoom-deoband.com/urduarticles/archives/2958

حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی: فیس بک کی وال پر ڈاکہ:

اسی جلد کے صفحات 383 تا 394 پر جلیل القدر محدث حضرت شاہ وصی احمد

سورتی علیہ الرحمہ کا تعارف درج ہے۔ یہ باب بھی مولانا بکھروی کی کسی لائبریری کی خاک چھاننے کا نتیجہ نہیں، بلکہ سوشل میڈیا کی "سیر وسیاحت" کا ثمر ہے۔

موصوف نے یہ مکمل مضمون مولانا زبیر احمد صدیقی کی فیس بک وال سے من و عن اٹھایا اور اپنی کتاب کی زینت بنا لیا۔ ایک چوٹی کا محقق جب حدیث کا انسائیکلوپیڈیا مرتب کرنے بیٹھتا ہے، تو اس کے آخذ و مصادر کا معیار فیس بک کی ٹائم لائن ہوتی ہے۔ علمی یتیمی کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو گی؟

فیس بک پر موجود اصل مضمون کا لنک: یہاں ملاحظہ فرمائیں

https://www.facebook.com/ZASiddiqui882/posts/689297863538897/

شیخ الاسلام علامہ انوار اللہ فاروقی: ویکیپیڈیا(Wikipedia) کی محتاجی:

کتاب کے صفحات آگے بڑھتے ہیں تو صفحہ 395 تا 399 پر بانیِ جامعہ نظامیہ حیدرآباد، شیخ الاسلام علامہ انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ کا خاکہ نظر آتا ہے۔ یہاں پہنچتے پہنچتے شاید مؤلف کی "سرقہ دانی" تھک چکی تھی یا انٹرنیٹ پر کوئی طویل مضمون دستیاب نہیں تھا، چنانچہ موصوف نے محنت بچانے کا سب سے آسان راستہ چنا۔ انہوں نے ویکیپیڈیا(Wikipedia) کا اردو پیج کھولا، وہاں سے مواد کاپی کیا، اور "انسائیکلوپیڈیا" میں پیسٹ کر دیا۔

ایک عام اسکول کا بچہ بھی آج کل اپنے اسائنمنٹ کے لیے ویکیپیڈیا سے کاپی پیسٹ کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے، مگر ہزاروں روپے مالیت کے اس "عظیم

الشان تحقیقی شاہکار" کے مؤلف نے اس عوامی اور آزاد دائرۃ المعارف کے مواد کو جوں کا توں چھاپنے میں کوئی عار محسوس نہیں کی۔

وکیپیڈیا کا اصل لنک:

https://ur.wikipedia.org/wiki/%D9%85%D8%AD%D9%85%D8%AF_%D8%A7%D9%86%D9%88%D8%A7%D8%B1%D8%A7%D9%84%D9%84%DB%81_%D9%81%D8%A7%D8%B1%D9%8...

حاصلِ مطالعہ:

"گوگل ریسرچ" کا غلبہ اس چوتھی قسط کے حقائق دیکھنے کے بعد یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مولانا ظفر القادری بکھروی نے "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" کتب خانوں میں بیٹھ کر نہیں، بلکہ کمپیوٹر اسکرین پر بیٹھ کر، "رائٹ کلک" (Right Click) کی برکت سے تیار کیا ہے۔ کہیں مسلکی حریف کی تحریر سے سنسر شپ کر کے چوری کی جارہی ہے، کہیں فیس بک کی والز کو لوٹا جارہا ہے، تو کہیں وکیپیڈیا پر گزارا ہو رہا ہے۔

علمی دنیا کے مقتدر حلقوں اور قارئین سے گزارش ہے کہ وہ خود ان تمام لنکس کا کتاب کے صفحات سے تقابل کریں اور دیکھیں کہ کیسے "محقق" کا لبادہ اوڑھ کر علم و دیانت کا جنازہ نکالا گیا ہے۔

20 جون 2026ء

مولانا سمیع اللہ سعدی کا شاہکار مقالہ اور "سرقۂ کبیر" کی بدترین مثال:

سلسلہ وار جائزے کی اس پانچویں قسط میں ہم ایک ایسے ہولناک اور ضخیم علمی ڈاکے کا پردہ چاک کرنے جا رہے ہیں، جسے دیکھ کر سرقہ بازی کی تاریخ بھی شرما جائے۔ اب تک کی اقساط میں بات چند صفحات، فیس بک کی والز، یا ویکیپیڈیا کے چند پیراگراف چرانے تک محدود تھی، لیکن اس بار مؤلفِ کتاب مولانا ظفر القادری بکھروی نے حد ہی کر دی۔ انہوں نے کسی کے قلمی اخلاص پر محض ہاتھ ہی صاف نہیں کیا، بلکہ ایک معاصر محقق کی برسوں کی خونِ جگر کی کمائی اور پوری کی پوری "کتاب" کو ایک ہی جھٹکے میں ہضم کر لیا۔

اصل مقالہ اور اس کی علمی حیثیت:

مولانا سمیع اللہ سعدی نے "دورِ جدید کا حدیثی ذخیرہ: ایک تعارفی جائزہ" کے عنوان سے ایک انتہائی جاندار، مفصل اور مایہ ناز مقالہ تحریر کیا تھا۔ اس مقالے میں انہوں نے عرب و عجم میں علمِ حدیث پر ہونے والے جدید کاموں کا احاطہ کرتے ہوئے دورِ حاضر کے حدیثی ذخیرے کا ایک جامع جائزہ پیش کیا تھا۔ یہ مقالہ علمِ حدیث سے شغف رکھنے والے مقتدر حلقوں میں بے حد پسند کیا گیا کیونکہ اس کی سطر سطر سے مصنف کی گہری تفتیش، علمی ریاضت اور کڑی محنت جھلکتی تھی۔

یہ مایہ ناز مقالہ ملک کے نامور جریدے "ماہنامہ الشریعہ" میں قسط وار شائع ہونا شروع ہوا اور اس کی پہلی قسط اگست 2017ء کے شمارے میں منظرِ عام پر آئی تھی۔

سارقِ عصر کا شاطرانہ کمال اور "سائز پلس" فارمولا:

تحقیق کا ماتم دیکھیے کہ سارقِ عصر مولانا ظفر القادری بکھروی نے محنت سے بچنے اور اپنی کتاب کا حجم بڑھانے کے لیے اس پورے مقالے پر غاصبانہ قبضہ جما لیا۔ موصوف نے نہ تو مصنف کا کوئی حوالہ دیا اور نہ ہی ماہنامہ الشریعہ کا ذکر کرنا گوارا کیا، بلکہ صرف عنوان میں معمولی سی تبدیلی کر کے، مولانا سمیع اللہ سعدی کا پورا مقالہ لفظ بہ لفظ سرقہ کر کے "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" کی دوسری جلد میں شامل کر دیا اور بڑے طمطراق سے اسے اپنی "علمی جولانی" کا نتیجہ قرار دے دیا۔

یہ کوئی دو چار صفحات کا عام سا مضمون نہیں تھا جسے "تساہل" قرار دے کر درگزر کر دیا جائے۔ یہ ایک ضخیم علمی دستاویز ہے، اگر اسے کتابی صورت میں الگ سے شائع کیا جائے تو اس کا متن ہی کم و بیش 150 صفحات پر محیط بنتا ہے۔ سارقِ عصر نے اتنے بڑے حجم کے مقالے کو جس بے دردی اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنی تالیف کا حصہ بنا کر مارکیٹ میں بیچا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کے نزدیک علمی دیانت اور اخلاقی حدود کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ انہوں نے "رائٹ کلک" اور "کاپی پیسٹ" کی برکت سے دوسرے کی پوری کتاب اڑا کر اپنی کتاب کی جلد دوم کا پیٹ بھر لیا، تاکہ خریدار ضخامت دیکھ کر مرعوب ہو جائیں۔

دستاویزی ثبوت اور قارئین کے لیے دعوتِ انصاف:

اہلِ علم کی سہولت اور تقابلی مطالعے کے لیے ذیل میں ماہنامہ الشریعہ کے اسی تاریخی شمارے (اگست 2017ء) کا اصل لنک فراہم کیا جا رہا ہے، جہاں سے اس

مقالے کی پہلی قسط اور بعد کے تسلسل کو با آسانی دیکھا جا سکتا ہے:

ماہنامہ الشریعہ (شمارہ اگست 2017ء) کا اصل لنک:

http://alsharia.org/magazine/2017/aug/modern-hadith-collection-semiullah

کسی دوسرے کے 150 صفحات پر مشتمل مقالے کو اپنے نام سے چھاپ دینا علمی دنیا کا وہ سنگین جرم ہے جس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ مولانا بکھروی نے اس قبیح حرکت سے نہ صرف مولانا سمیع اللہ سعدی کی محنت پر ڈاکہ ڈالا بلکہ ان تمام قارئین کو بھی دھوکا دیا جو ان کی اس کتاب کو "تحقیقی شاہکار" سمجھ کر خرید رہے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ علمی دنیا کے مقتدر حلقے اس "سارقِ عصر" کی گرفت کریں، تاکہ انہیں اور ان جیسے دیگر نام نہاد محققین کو معلوم ہو سکے کہ سرقہ بازی کا یہ جرم کتنا بڑا اور رسوا کن ہے۔

29 جون 2026ء

محدثینِ ہند کا اشاریہ، تحقیقی جرائد پر ڈاکہ اور تکرارِ مضامین کا مضحکہ خیز ملغوبہ:

سلسلہ وار جائزے کی اس چھٹی قسط میں ہم "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" کے مؤلف مولانا ظفر القادری بکھروی کے ایک ایسے علمی جرم کا پردہ چاک کرنے جا رہے ہیں، جہاں چوری کی عادتِ بد نے عقل و شعور کے تمام تقاضوں کو پسِ پشت ڈال دیا۔ کتاب کی دوسری جلد میں برصغیر کے محدثین کی حدیثی خدمات کا تعارف کروایا گیا ہے، جسے اگر تکنیکی زبان میں کہا جائے تو یہ "محدثینِ ہند کی علمِ حدیث میں تصنیفات و

تالیفات کا ایک اشاریہ (Index) ہے۔

صفحہ 452 سے لے کر 478 تک پھیلا ہوا یہ پورا ضخیم حصہ مؤلفِ کتاب کی اپنی کسی تاریخی معلومات، علمی کھوج یا تلاش و تتبع کا نتیجہ نہیں، بلکہ ان کی اسی پرانی "روایتِ سرقہ" کا ایک تسلسل ہے، جس کی بدولت انہوں نے دوسروں کے خونِ جگر سے اپنی کتاب کا پیٹ بھرا ہے۔

مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ 452 سے لے کر صفحہ 464 تک کا پورا بارہ صفحات کا متن دو معاصر محققین، حافظ فرید الدین اور محمد فضل حق ترابی کے ایک مشترکہ تحقیقی مقالے سے من و عن چوری کیا ہے۔ اس مقالے کا عنوان "برصغیر میں علم حدیث کی نشر و اشاعت اور محدثین کرام کی خدمات کا علمی جائزہ" ہے، جو ہائیر ایجوکیشن کمیشن (HEC) سے منظور شدہ معروف تحقیقی جرنل "الأمیر" (جلد 1، شمارہ 1، جنوری–جون 2022ء) کی زینت بنا تھا۔

موصوف نے یہاں اپنی شاطرانہ سنسرشپ کا مظاہرہ کرتے ہوئے مقالے کا ابتدائی حصہ اور آخری حصہ (جو خلاصہ کلام پر مشتمل تھا) نہایت عیاری سے کاٹ دیا، اور درمیانی پورا علمی مواد بغیر کسی حوالے کے اپنی کتاب میں شامل کر کے اسے اپنی "علمی جولانی" بنا کر پیش کر دیا۔

اصل مقالے کا آن لائن لنک:

یہاں ملاحظہ فرمائیں https://tinyurl.com/2s3wjz6t

محمد سلیم انصاری کے کام پر غاصبانہ قبضہ:

مضمون آگے بڑھتا ہے تو مؤلف کی نظرِ بد ہندوستان کے ایک نوجوان محمد سلیم انصاری کی تحریرات پر پڑتی ہے۔ سلیم انصاری کا ایک مختصر لیکن جامع مضمون "برصغیر کے سنی علما کی ترتیب کردہ مشہور کتب حدیث" انٹرنیٹ پر موجود تھا، جس میں انہوں نے سنی محدثین کی 14 مشہور کتبِ حدیث کا مختصر تعارفی خاکہ پیش کیا تھا۔ بکھروی صاحب نے اس مضمون کو بھی بغیر کسی اخلاقی جھجک کے من و عن کاپی پیسٹ کر لیا۔

بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔ محمد سلیم انصاری کا ہی ایک دوسرا مختصر رسالہ جو کم و بیش 30 صفحات پر محیط ہے، جس کا عنوان "برصغیر کے علمائے اہل سنت کی کتب احادیث پر خدمات" ہے، اس پر بھی مؤلف نے ہاتھ صاف کیا۔ یہ رسالہ انٹرنیٹ پر پی ڈی ایف کی صورت میں دستیاب ہے اور اس کا مکمل ٹیکسٹ ویکیپیڈیا پر بھی محفوظ ہے۔ بکھروی صاحب نے اس پورے مواد کو بغیر کسی امانت داری کے چرایا اور اپنی کتاب کا سائز بڑا کرنے کے لیے اس میں جوں کا توں ٹھونس دیا۔

ویکیپیڈیا کا اصل لنک:

یہاں تقابل کریں https://tinyurl.com/s583z5dy

اردو محفل نیٹ پر موجود اصل مضمون کا لنک:

یہاں ملاحظہ فرمائیں: https://tinyurl.com/56nh7344

مشہور معقولہ ہے کہ "نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے"، مگر

موصوف اس نعمت سے بھی یکسر محروم نظر آتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے خود لائبریریوں کی خاک چھاننے اور کتابیں پڑھنے کی زحمت نہیں کی، اس لیے انٹرنیٹ سے مختلف محررین کے الگ الگ مقالات اور مضامین کو اٹھا کر ایک ہی جگہ اندھا دھند جمع کر دیا۔

اس "کٹ پیسٹ" کی برکت کا مضحکہ خیز نتیجہ یہ نکلا کہ کتاب کے اندر محدثینِ ہند کی تصانیف کا جو اشاریہ پیش کیا گیا ہے، اس میں کئی صفحات کا تکرار آ رہا ہے۔ ایک ہی کتاب اور ایک ہی محدث کا ذکر چند صفحات کے بعد دوبارہ ہو بہو دہرایا جا رہا ہے، جس کی کتاب میں علمی یا فنی اعتبار سے بالکل کوئی حاجت نہیں تھی۔ اگر مؤلف نے چوری کا مال جوڑتے وقت کتاب پر خود ایک سرسری نظر بھی ڈالی ہوتی، تو یہ بھونڈا نقص کتاب کا حصہ نہ بنتا۔

یہ دستاویزی شواہد پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ انسائیکلوپیڈیا علم و تحقیق کی توہین اور انٹرنیٹ سے چوری شدہ مواد کا ایک ناقص ملغوبہ ہے۔ جس پر جتنا احتجاج کیا جائے اور جتنی مذمت کی جائے، کم ہے۔ اہلِ علم خود ان لنکس کا موازنہ کریں اور اس سرقہ بازی پر انصاف کریں۔

8 جولائی 2026ء

علوم حدیث کا انسائیکلوپیڈیا یا علمی سرقات کا گورکھ دھندا؟

(ایک آخری اور حتمی جائزہ)

حدیث اور علومِ حدیث سے فطری شغف اور علمی دلچسپی کی بنا پر راقم الحروف کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ جب بھی اس موضوع پر کوئی نئی کتاب منظرِ عام پر آئے، اسے فوراً حاصل کر کے اس کا گہرا مطالعہ کیا جائے۔ اسی ذوق کے تحت مولانا ظفر القادری بکھروی کی تالیف "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" حاصل کی۔ اس کتاب کی اشاعتِ اول ہندوستان میں "مکتبہ اہل سنت" کی طرف سے تین ضخیم جلدوں میں ہوئی، جبکہ پاکستان میں اسے "دارالایمان اسلامک ریسرچ سینٹر، لاہور" نے تین جلدوں اور 1928 صفحات پر شائع کیا ہے۔

جب میں نے اس کتاب کی مختلف جلدوں کا سرسری جائزہ لینا شروع کیا، تو تیسری جلد میں حضور فیضِ ملت مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی شخصیت پر ایک تعارفی مضمون نظر سے گزرا۔ اسے پڑھ کر میرے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ یہ مضمون درحقیقت راقم الحروف کا ہی لکھا ہوا تھا، جسے مولانا بکھروی نے بغیر کسی شرم و حیا کے من و عن سرقہ کر کے اپنی کتاب میں سجا رکھا تھا۔ اس ابتدائی جھٹکے کے بعد جب میں نے پوری کتاب کا نہایت باریک بینی اور اِمعانِ نظر سے مطالعہ و جائزہ لیا، تو یہ تلخ حقیقت سامنے آئی کہ اس کتاب کی تینوں جلدوں کے تمام تر مباحث کا کوئی ایک حصہ بھی ایسا نہیں ہے جو دوسروں کی تحقیقات اور خونِ جگر سے چرایا نہ گیا ہو۔ یہ محض ایک

دعویٰ نہیں ہے، بلکہ تینوں جلدوں کے مختلف ابواب سے ہم نے اپنی سابقہ تحریرات (اقساط) میں ناقابلِ تردید دستاویزی دلائل اور واضح شواہد کے ساتھ اس "ڈاکے" کو ثابت کیا ہے۔

مولانا ظفر القادری بکھروی نے عصرِ حاضر میں علمی سرقے کی ایسی بدترین اور شرمناک مثال قائم کی ہے کہ اگر کوئی شخص اس کتاب کے بارے میں یہ قسم کھالے کہ اس کا غالب حصہ مسروقہ (چوری شدہ) ہے، تو وہ شرعاً و اخلاقاً کبھی حانث نہیں ہو گا۔ فنی اور اخلاقی اعتبار سے اس کتاب کا نام "علومِ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا" نہیں، بلکہ "علمی سرقات کا انسائیکلوپیڈیا" ہونا چاہیے۔

اگر کوئی اب بھی شک میں ہے، تو وہ زیادہ تفصیل میں پڑے بغیر صرف کتاب کے آغاز سے ہی اندازہ لگا لے:

جلد اول کا مقدمہ (مقدمۃ التحقیق): اس کی پہلی ہی سرخی "تحقیق کی تعریف و منہج اور منتہائے مقصود" کے تحت آنے والے ابتدائی دو پیراگراف مسرت خان اور ڈاکٹر مطاہر شاہ کے اس مشترکہ تحقیقی مقالے سے من و عن چوری کیے گئے ہیں جو جامعہ پشاور کے ششماہی مجلے "خیابان" میں شائع ہوا تھا۔ (لنک:

(https://tinyurl.com/4rz648sa))

دوسری سرخی (تحقیق کا معانی): اس کے تحت اکثر مواد صائمہ پروین کے مضمون "تحقیق کیا ہے؟" سے سرقہ کیا گیا ہے، جو ادبی ویب سائٹ "ادبی میراث" پر 4 مئی 2021ء کو نشر ہوا تھا۔ (لنک ملاحظہ کریں:

(https://tinyurl.com/ckdp5aux)

یہ چوری کا سلسلہ یہیں نہیں رکتا، بلکہ مختلف محررین کی تحقیقات اور انٹرنیٹ کے مضامین پر شاطرانہ ہاتھ صاف کرتے کرتے موصوف نے اپنا پورا مقدمہ مکمل فرما لیا۔ حد تو یہ ہے کہ جلد اول کا پہلا باب، جو "امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حنفی اصولِ حدیث (رائے اہل الرائے اور فقہائے احناف)" کے عنوان سے قائم کیا گیا ہے، وہ مفتی عبید الرحمن دیوبندی کا لکھا ہوا ہے۔ اس مضمون کو ذوالحجہ 1444ھ (جولائی 2023ء) میں جامعہ بنوریہ، کراچی کی آفیشل ویب سائٹ نے شائع کیا تھا، اور مولانا بکھروی نے اسے بھی اندھا دھند کاپی کر کے اپنی تالیف کا حصہ بنالیا۔ (لنک:

https://tinyurl.com/3r9

مولانا بکھروی کی طرح شاید ہی کسی نے اہلِ سنت کے علمی وقار کے ساتھ ایسا بھونڈا مذاق کیا ہو کہ جن فکری، نظریاتی اور مسلکی مخالفین کے خلاف آپ اپنا مواد مارکیٹ میں پیش کر رہے ہیں، آپ کی کتاب کا غالب حصہ انہی کا سرقہ کیا ہوا نکلے۔

اس پورے المیے کا ایک انتہائی افسوسناک اور تکلیف دہ پہلو یہ بھی ہے کہ مکتبہ اہل سنت (ہند) کے بانی احمد رضا نے اس کتاب کو اپنے ہاں سے شائع کرنے کے لیے علامہ افروز قادری چڑیاکوٹی دام ظلہ جیسے شریف النفس، مخلص اور محنتی عالمِ دین سے تاثرات لکھوائے اور بطورِ "نظرِ ثانی" کتاب کے سرورق پر ان کا نام درج کر دیا۔ علامہ چڑیا کوٹی کے معتبر نام کی وجہ سے کتاب تو مارکیٹ میں سیل ہو جائے گی اور ناشر کی تجوری میں مال بھی آ جائے گا، مگر ناشر اور مولانا بکھروی کو شاید یہ اندازہ نہیں کہ اس قبیح حرکت سے علامہ چڑیاکوٹی کی وہ علمی ساکھ داغدار ہو جائے گی جو انہوں نے اپنی ذاتی محنت اور شبانہ روز کی لگن سے بنائی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ مستقل کام کرنے والے

مخلص محققین کے پاس آج کل اتنا وقت کہاں ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کے ضخیم کاموں پر لفظ بہ لفظ اور باریک بینی سے نظرِ ثانی کریں۔ اس لیے ہمارا حسنِ ظن یہی ہے کہ علامہ افروز چڑیا کوٹی نے کتاب کے مندرجات کو سرسری دیکھا ہوگا یا محض فہرست دیکھ عنوانات کے متعلق کچھ مفید مشورے دیے ہوں گے، اور ناشر نے اسی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے کتاب کے ٹائٹل پر ان کا نام چمکا دیا۔

بہر حال، علامہ افروز قادری چڑیا کوٹی جن کے علمی کام کی وجہ سے ہمارے دل میں ان کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ ان سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اب جب حقیقتِ حال پوری طرح سامنے آ چکی ہے، وہ مولانا ظفر القادری بکھروی کی اس حرکتِ بد پر اپنا شدید احتجاج ریکارڈ کروائیں اور ان کے علمی سرقات سے برملا لاتعلقی کا اعلان کریں۔ اسی طرح مکتبہ اہل سنت کے بانی احمد رضا اگر مولانا بکھروی کے اس علمی جرم میں معاون نہیں ہیں، تو وہ مسلکی و علمی دیانت کا ثبوت دیتے ہوئے بطورِ احتجاج فی الفور اس کتاب کی اشاعت اور فروخت پر پابندی عائد کریں۔ اگر مکتبہ اس کی اشاعت جاری رکھتا ہے، تو کم از کم علامہ چڑیا کوٹی کو چاہیے کہ اپنی علمی ساکھ بچانے کے لیے انہیں پابند کریں کہ کتاب سے ان کا نام فوری طور پر ہٹایا جائے۔

یہی گزارش پاکستان سے مفتی راشد محمود رضوی صاحب سے بھی ہے، جنہوں نے اس کتاب پر بطورِ "نظرِ ثانی" اپنا نام درج کروایا ہے۔ وہ اہلِ سنت کے وسیع تر علمی مفاد میں اس کتاب کے مندرجات سے اعلانیہ لاتعلقی کا اظہار کریں اور اس کی اشاعت و فروخت کو رکوانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

جہاں تک مصنف کا تعلق ہے، تو مولانا ظفر القادری بکھروی کو چاہیے کہ وہ

اپنے اس فعلِ بد پر اعلانیہ توبہ و رجوع کریں، اور اس کتاب کی اشاعت کو فوراً رکوا کر اسے کلی طور پر "کالعدم" قرار دیں۔ چونکہ اس کتاب کی تینوں جلدیں انٹرنیٹ سے کیے گئے اندھے کاپی پیسٹ کی مرہونِ منت ہیں، اس لیے اس علمی خیانت کا ازالہ کتاب کو یکسر کالعدم کرنے کے سوا ممکن ہی نہیں۔

مولانا بکھروی نے تو شرم و حیا کو پسِ پشت ڈال کر یہ واردات کر دی، لیکن حقائق سامنے آنے کے بعد اگر مکتبہ اہل سنت کے بانی احمد رضا، علامہ چڑیا کوٹی اور مفتی راشد محمود رضوی نے اپنے اپنے حصے کا احتجاج ریکارڈ نہ کروایا اور ان مندرجات سے لاتعلقی کا اعلان نہ کیا، تو تاریخ انہیں بھی مولانا بکھروی کے ساتھ اسی ایک صف میں کھڑا کر دے گی۔

اہلِ سنت کے اندر ایک سے بڑھ کر ایک مایہ ناز اور مخلص محقق موجود ہے جو خاموشی سے علم کی خدمت کر رہا ہے اور مستقبل میں بھی ایسے محققین آتے رہیں گے۔ ہمیں مولانا بکھروی جیسے افراد کے ایسے علمی سرقات کی قطعاً کوئی حاجت نہیں ہے جو مسلک کی بدنامی اور دنیا بھر میں جگ ہنسائی کا سبب بنیں۔ کسی کہنے والے نے بالکل سچ کہا تھا کہ: "انٹرنیٹ سے کاپی پیسٹ کر کے ضخیم ضخیم مجلدات اپنے نام سے چھپوانے اور خود کو "محققِ اہل سنت" لکھوانے والے یہی لوگ کل کو آنے والی نسلوں کے اکابرین بن کر بیٹھے ہوں گے۔

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اہلِ سنت کی علمی دھرتی کبھی بانجھ نہیں ہوئی کہ ہمیں علمی چوری اور سرقات سے بھری ہوئی کتابوں کو فخریہ پیش کرنا پڑے۔

آخر میں یہ بات واضح کر دینا انتہائی ضروری ہے کہ راقم الحروف کی مولانا ظفر

القادری بکھروی سے زندگی میں کبھی کوئی ملاقات نہیں ہوئی، نہ ہی سوشل میڈیا پر کبھی کوئی بات چیت ہوئی ہے اور نہ میں انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ اس لیے کوئی بھی سطحی ذہن کا انسان یہ نہ کہے کہ یہ سب کسی ذاتی عناد، مخمصے یار نجش کی بنا پر لکھا جا رہا ہے۔ یہ خالصتاً اہلِ سنت کے وسیع تر مفاد، علمی دیانت کی بقا اور مسلکی وقار کے تحفظ کے لیے لکھا گیا ہے تاکہ ایسے لوگ پورے مسلک کی بدنامی کا سبب نہ بنیں، نئے لکھنے والوں کو علمی چوری کی حوصلہ افزائی نہ ہو، اور معاشرے میں حقیقی تحقیق و دیانت داری کو فروغ مل سکے۔ اگر معاملہ دو چار صفحات یا کسی ایک آدھ مضمون کا ہوتا تو یقیناً چشم پوشی اور درگزر سے کام لیا جا سکتا تھا؛ مگر جہاں ضخیم مجلدات کی مجلدات ہی سرقہ اور علمی ڈاکے سے اٹی پڑی ہوں، وہاں خاموشی اختیار کرنا علم، دیانت، تحقیق اور مسلک، سب کے ساتھ سنگین غداری ہے۔ اس سے پہلے کہ مسلک کے نظریاتی مخالفین اس کتاب کو بطورِ ہتھیار استعمال کر کے دنیا بھر میں ہماری جگ ہنسائی کا سامان کریں اور ہمیں شرمسار کریں، اربابِ حل و عقد کو خود آگے بڑھ کر مولانا بکھروی کے اس فعلِ بد پر اپنا شدید احتجاج ریکارڈ کروانا چاہیے اور اس سے برأت کا اظہار کرنا چاہیے، کیونکہ یہ ایک فردِ واحد کا انفرادی جرم ہے اور اسے اسی حد تک رہنا چاہیے، نہ کہ اس کی سزا پورے مکتبۂ فکر کو بھگتنی پڑے۔

10 جولائی 2026ء